ڈاکٹر خلیل طوقار: ایک ترک اردو ادیب

عاصم علی
پی ایچ۔ڈی اسکالر (اردو) پنجاب یونیورسٹی، لاہور
تہمینہ رفیق
وزیٹنگ فیکلٹی اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

KHALIL TOKAR: A TURKISH URDU WRITER

Asim Ali
PhD Scholar(Urdu), Oriental College, Lahore

Tehmina Rafiq
Visiting Faculty Urdu, LCWU, Lahore

Abstract

Dr. Khalil Tokar is an Urdu scholar, teacher and researcher from Turkey. He has developed special taste for Urdu language and literature. He has obtained doctoral degree in Urdu. He is a poet, writer, translator, travelogue writer and a columnist. Currently, he is serving as Chairman Department of Urdu, Istanbul University, Turkey. He is the first director of the Yunas Emre Culture Centre established in Lahore. Many books are on his credit. This is an introductory article meant to cover Dr. Khalil's literary services and efforts in promoting Urdu language.

Keywords

پاکستان، ترکی، ثقافتی، تہذیبی، تاریخی، خلیل طوقار، یونس ایمرے سنٹر، اورینٹل کالج، استنبول، لاہور

پاکستان اور ترکی کے درمیان تہذیبی، تاریخی اور ثقافتی تعلقات صدیوں سے قائم ہیں۔ دونوں ممالک کے عوام ایک دوسرے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی دوستی ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک مثال کا درجہ رکھتی ہے۔ ترکوں کی تہذیب و ثقافت کے حوالے سے ڈاکٹر ظہور احمد اعوان لکھتے ہیں:

''ترک اپنی تہذیب و ثقافت اور روشن خیال معتدل اسلامیت پر فخر کرنے والی قوم ہے۔ ایک Proud Nation جس کی تاریخ محیر العقول مزاحمتی تحریکوں اور جدوجہد سے معمور اور جس کا جغرافیہ ان کا سب سے بڑا ہتھیار، ترک قوم جنگ عظیم اوّل کی تباہ کاریوں اور شکستوں کے بعد اپنے عظیم لیڈر کمال اتاترک کی قیادت میں ایک بڑی جدید قوم کی طرح ٹیک آف کر چکی ہے''۔(۱)

ترکوں کو نا صرف پاکستانیوں بلکہ قومی زبان اردو سے بھی والہانہ محبت ہے۔ لفظ اردو، ترکی زبان کے لفظ Ordu سے ماخوذ ہے۔ اردو زبان پاکستان یا ہندوستان ہی میں بولی اور سمجھی نہیں جاتی بلکہ پوری دنیا میں اس کے سمجھنے اور بولنے والے موجود ہیں۔ دنیا بھر میں اردو بولنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح ترکی میں بھی اب اردو زبان بولنے اور سمجھنے والے خاصی تعداد میں ہیں۔ ترکی میں اردو زبان کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ بیسویں صدی کے آغاز میں شروع ہو گیا تھا۔ ترکی میں حکومتی سطح پر اس وقت انقرہ یونیورسٹی، سلجوق یونیورسٹی اور استنبول یونیورسٹی میں اردو کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ ۲۳ جولائی ۱۸۴۶ء میں استنبول یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا اور ۱۹۳۳ء میں یہاں ادبیات فیکلٹی قائم کی گئی۔ استنبول یونیورسٹی میں 1915ء سے اردو زبان باقاعدہ طور پر پڑھائی جانے لگی تھی اور اس وقت کالج اور سکول کی سطح پر بھی اردو زبان کی تدریس کا عمل جاری ہے۔ حال ہی میں ترکی میں اردو زبان کی تدریس کا صد سالہ جشن منایا گیا۔ اردو میں ترکی زبان متعارف کروانے کے سلسلے میں ڈاکٹر اے۔ بی۔ اشرف اپنے مقالے بعنوان ''ترکی میں اردو'' میں لکھتے ہیں:

''جہاں تک اردو علم و ادب کو ترکی میں اور ترکی علم و ادب کو پاکستان میں متعارف کرانے کا تعلق ہے اس میں اردو شعبہ جات کے علاوہ چند شخصیتوں اور اداروں کا بڑا حصہ ہے۔ سرسید احمد خان نے ترکی اور ترکوں پر بے شمار مضامین لکھے جو تہذیب الاخلاق میں چھپتے رہے۔ سجاد حیدر یلدرم نے ترکی فکشن کو اردو میں متعارف کرایا۔ وہ کچھ عرصہ استنبول میں رہے۔ انھوں نے ترکی زبان سیکھی اور بغداد میں رہ کر وہاں ترکی پڑھائی۔ انھوں نے ترکی ادب سے بہت سے تراجم کیے۔ ''خالستان'' میں چار ایسے افسانے شامل ہیں جو ترکی سے ماخوذ ہیں۔ اسی طرح ''مرقعِ سرکیشیا'' (احمد مدحت)، ''جواب'' (خلیل رشیدی)، ''فطرت جواں مردی'' (مخاربے)، ''ثالث بالخیر'' (احمد حکمت)، ''جلال الدین خوارزم شاہ'' (نامق

کمال)،''طارق'' (عبدالحق حامد)،''جنگ و جدال''،''طغرل سنجر'' (سرف الدین بک)
وغیرہ بھی ترک ادب سے اردو میں ترجمہ کیے۔''(۲)

ترکی اور پاکستان دوستی، اخوت اور بھائی چارے کے لازوال رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں اور دونوں ممالک میں یگانگت کا ایک سبب اردو زبان بھی ہے۔ترکوں میں اردو سے والہانہ محبت کے اظہار کا ثبوت وہ مقالات، کتابیں اور تراجم ہیں جو ترک اساتذہ، طلباو طالبات اور محققین و مترجمین نے لکھے ہیں۔حکومت پاکستان نے ۱۹۸۵ء میں استنبول یونیورسٹی میں اردو چیئر پر پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کو تعینات کیا جس کے بعد استنبول یونیورسٹی میں اردو تدریس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

اہلِ ترک نے اردو علم و ادب کے حوالے سے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ انھی ترک اردو ادیبوں میں ایک اہم نام ڈاکٹر خلیل طوقار کا بھی ہے،جنھوں نے خود کو اردو زبان و ادب کے لیے وقف کر رکھا ہے۔اردو زبان و ادب کے حوالے سے ان کی علمی و ادبی خدمات قابلِ قدر ہیں جنھیں کسی طور پر بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ڈاکٹر صاحب موصوف علمی و ادبی حلقوں میں ایک استاد، محقق، نقاد، مؤرخ، شاعر، سفر نامہ نگار اور مترجم کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر خلیل طوقار ۱۳ اپریل ۱۹۶۷ء کو استنبول کے قصبے باقر کوئے میں پیدا ہوئے اور 'طوقار' ان کا خاندانی نام ہے۔ان کے آباؤ اجداد کا تعلق اوغوز قبیلے سے ہے اور ان کی جائے رہائش ترکی کے یورپین حصّے کے شہر تیکر داغ میں ہے۔تیکر داغ، استنبول سے بہت نزدیک ہے۔ان کے بزرگ صدیوں سے اسی علاقے میں آباد ہیں۔غربت سے تنگ آ کر اس علاقے کے اکثر لوگ بہتر زندگی کی تلاش میں استنبول کی جانب ہجرت کرنے لگے۔دیگر لوگوں کے ساتھ ۱۹۴۰ء کی دہائی میں ان کے دادا اپنے خاندان کے ساتھ استنبول آ کر زیتون بورنو (Zeytinburnu) کے علاقے میں آباد ہو گئے۔

خلیل طوقار کے دادا کا نام عمر اور دادی کا نام حمدیہ ہے جب کہ والد کا نام صلاح الدین ہے، جو اپنے تمام بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔والدہ کا نام گلمسر ہے۔نانا ابو کے نام کی نسبت سے ان کا نام خلیل رکھا گیا۔ان کے والد زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے تاہم انھوں نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔خلیل طوقار کی دو بہنیں ہیں۔ان کی بڑی بہن کا نام مینا اور چھوٹی بہن کا نام یاسمین ہے۔

خلیل طوقار نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز سات آٹھ سال کی عمر میں زونگولداق سے کیا اور ان کی ابتدائی تعلیم ۱۹۷۵ء میں ختم ہوئی۔اس کے بعد گھر کے نزدیک ''فینیر'' نامی ایک ہائی سکول سے مڈل اور زونگولداق ٹیکنکل ہائی سکول سے ۱۹۸۴ء میں ہائی سکول کی تعلیم مکمل کی اور اسی سال وہ یونیورسٹی میں داخلے کے امتحان میں شامل ہوئے اور انھوں نے اپنے والد کی خواہش کے احترام میں صرف استنبول شہر میں واقع

یونیورسٹوں میں داخلے کے لیے فارم جمع کرایا لیکن وہ اس امتحان میں کامیاب نہ ہوسکے پھر یونیورسٹی داخلہ کی تیاری کے لیے انھوں نے ایک پرائیوٹ اکیڈمی میں داخلہ لیا۔اس دوران ان کی دلچسپی فارسی زبان میں بھی پیدا ہوگئی۔ چنانچہ ۱۹۸۵ء میں منعقدہ امتحانات میں کامیاب ہونے پر استنبول یونیورسٹی کی ادبیات فیکلٹی کے شعبہ فارسی میں داخلہ لیا۔ان کے مطابق:

> ''باقر کوئے کی اس لسانی اکیڈمی کے اساتذہ مختلف ملکوں سے آئے ہوئے تھے۔۔۔ایک سکھ خاتون ہماری ٹیچر بن کر آئیں وہ بھی لندن سے آئی ہوئی تھیں اور وہ بچپن سے انگلستان کی رہنے والی تھیں اور بڑی پیاری اور قابل استانی تھیں۔۔۔وہ کلاس میں انڈیا اور انڈیا میں بولی جانے والی زبانوں کے بارے میں بھی بتاتی تھیں اور انھیں انگریزی کے علاوہ پنجابی،اردو اور ہندی بھی آتی تھی۔ان ہی کے ذریعے مجھے یہ علم ہوا تھا کہ پنجابی کے نام سے کوئی زبان بھی ہے اور پھر ان دنوں میں برصغیر اور برصغیر کی زبانوں سے اور زیادہ دلچسپی لینے اور مختلف کتابیں پڑھنے لگا۔یوں ایک سال تیزی سے گزرا اور پھر یونیورسٹی کے امتحانات آن پہنچے۔ مجھے پچھلے سال کا تجربہ تھا اور میری انگریزی پہلے کی نسبت بہتر تھی۔اب مجھے معلوم تھا کہ کس قسم کے اور کتنے سوالات حل کرنے پر کن شعبوں میں جاسکتا ہوں۔جلدی سے سوالات حل کیے تو امتحان ختم ہونے میں آدھا گھنٹہ باقی تھا۔اگر تاریخ اور جغرافیہ کے سوالات حل کروں تو شعبہ تاریخ میں جانا تھا اور اگر انگریزی کے سوالات حل کروں تو کسی لسانی شعبہ میں جانا تھا۔میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا اور پھر تاریخ کے چند سوالات کو اپنے کاغذ سے صاف کرکے اپنے جواب کے کاغذ کو نگران کو دے کر باہر نکلا۔چند ماہ بعد حسب توقع نتائج آئے اس دفعہ میں نے اپنا فارم خود بھرلیا اور سب سے آگے شعبہ فارسی کا نام لکھا۔''(۳)

ڈاکٹر خلیل طوقار نے بی۔اے میں دورانِ تعلیم فارسی کے ساتھ اردو زبان سیکھی،جس کی بدولت انھیں اردو زبان پر اچھی خاصی دسترس حاصل ہوگئی تھی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ انھی دنوں پاکستان سے پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم اردو پڑھانے کے لیے استنبول یونیورسٹی تشریف لائے اور انھوں نے یہاں اردو کی تدریس شروع کی۔ انھوں نے استنبول یونیورسٹی سے ۱۹۸۹ء میں چارسالہ بی اے اور اسی یونیورسٹی سے ایم۔اے فارسی ۱۹۹۲ء مکمل کیا۔ایم۔اے میں ان کا مقالہ بہ عنوان ''مرزا اسداللہ غالب: زندگی اور آثار'' تھا۔ ایم۔اے کی تکمیل کے بعد انھوں نے انقرہ یونیورسٹی ہی سے پی ایچ۔ڈی (۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۵ء) کی۔پی ایچ۔ڈی میں مقالہ بہ عنوان ''ہندوستان میں فارسی اور اردو شاعری اور بہادر شاہ ظفر کے عہد کے شعرا''، مکمل کیا۔

خلیل طوقار کی شادی ۱۹۹۵ء میں ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار صاحب کی بڑی بیٹی ثمینہ سے لاہور میں ہوئی۔ مقالے کی تحقیق کے دوران درپیش مسائل اور شادی کے بارے میں انھوں نے بتایا:

''میں نے خدا خدا کر کے ۱۹۹۲ء میں ایم اے مکمل کر کے پھر شعبہ فارسی میں پی ایچ ڈی کی تعلیم شروع کی۔ایک سال کے درسی مرحلے کے بعد ۱۹۹۳ء میں مقالہ لکھنے کا وقت آ گیا۔ اس دفعہ بھی میرے مقالے کا عنوان استاد مرحوم نے طے کیا۔اس دفعہ میں ایک طرف استاد صاحب کو خط لکھا کر ان سے سوالات کر رہا تھا اور ہر ماہ انقرہ جا کر ڈاکٹر شوکت بولو مرحوم اور پروفیسر اے بی اشرف صاحب سے رہنمائی حاصل کرتا تھا۔۱۹۹۴ء میں پاکستانی سفارت خانہ کے اصرار پر ہماری یونیورسٹی میں شعبہ اردو کا باقاعدہ آغاز ہوا اور اسی سال سے ہمارے شعبے میں طلبا و طالبات کو داخلہ ملنے لگا۔طالبعلموں کو داخلہ ملا تو میری شامت آ گئی۔اب مجھے ہفتے میں سولہ سترہ پریڈ پڑھانے ہوتے تھے کیوں کہ میرے علاوہ اردو پڑھانے والا کوئی استاد نہیں تھا۔۔۔کلاسیں اور بھاگ دوڑ کے باوجود میں رات دن ایک کر کے بہت ہی تیزی سے کام کر رہا تھا اور پھر اللہ کی مہربانی ہے کہ ۱۹۹۵ء کے شروع میں اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور زبانی امتحان سے گزر کر ڈگری حاصل کی۔پی ایچ ڈی مقالہ جمع کرانے سے قبل میں نے اپنے استاد محترم غلام حسین ذوالفقار مرحوم کو خط لکھ کر ان کی بیٹی، اپنی شریک حیات ''ثمینہ'' کا ہاتھ مانگا۔''(۴)

دورانِ تعلیم ہی ۱۹۸۹ء کو خلیل طوقار کی تعیناتی بہ طور اسسٹنٹ (اردو)، استنبول یونیورسٹی میں ہوگئی۔ وہ ۱۹۹۰ء میں بہ طور اسسٹنٹ پروفیسر اور ۲۰۰۱ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر (اردو) اور ساتھ ہی صدرِ شعبہ اردو استنبول یونیورسٹی بھی تعینات کر دیا گیا۔۲۰۰۶ء میں بہ طور پروفیسر اردو مقرر ہوئے اور تا حال صدرِ شعبہ اردو استنبول یونیورسٹی اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔۱۸۔۲۰۱۷ میں انھیں لاہور میں قائم یونس ایمرے ترک مرکز ثقافت میں بہ طور ڈائریکٹر تعینات کیا گیا۔اس دوران انھوں نے علامہ اقبال اور محمد عاکف جیسے شعرا پر سیمینار منعقد کرائے اور دیگر ادبی سرگرمیوں میں سرگرم رہے۔

خلیل طوقار نا صرف ہمہ جہت ادیب ہیں بلکہ اہلِ زبان کے لہجے میں اچھی اردو بھی بولتے ہیں، جس سے یہ گمان ہی نہیں ہو پاتا کہ وہ اہلِ زبان نہیں ہیں۔ان کی مادری زبان ترکی اور ثانوی زبان اردو ہے۔ اردو شعرا میں وہ علامہ محمد اقبال سے بہت متاثر ہیں۔انھوں نے کلامِ اقبال کا کچھ حصہ اردو سے ترکی زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے اور ترکی میں اقبال کے حوالے سے ہونے والی تحقیق کو بھی کتابی صورت میں قارئین کے لیے پیش کیا ہے۔ان کی نگارشات منفرد اسلوب کی حامل ہیں۔

خلیل طوقار کی متعدد تخلیقات اردو زبان و ادب سے دل چسپی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔اردو زبان وادب پر ۱۲ تصانیف منظرِ عام پر آ چکی ہیں ان میں تالیفات، تراجم، سفرنامے، شاعری اور مرتبہ کتب شامل ہیں اور ترکی زبان وادب میں بیس کتب اور ساٹھ مقالات شائع ہو چکے ہیں۔

تصانیف (ترکی)

۱۔ اردو گرائمر کی ابتدائی کتاب (حصّہ اوّل): خلیل طوقار کی یہ سب سے پہلے شائع ہونے والی کتاب ہے۔ یہ کتاب ۱۹۹۵ء میں استنبول سے شائع ہوئی۔اس کتابچے میں انھوں نے اردو پڑھنے والے ترک طلبا کے لیے گرائمر کی ابتدائی معلومات فراہم کی ہیں۔

۲۔ علامہ اقبال کی شاعری کا ترکی ترجمہ: خلیل طوقار کو علامہ اقبال سے خاص لگاؤ ہے جس وجہ سے انھوں نے علامہ اقبال کی شاعری کے کچھ حصے کا انتخاب کر کے ترکی میں ترجمہ کیا۔ یہ کتاب ۱۹۹۹ء میں استنبول سے شائع ہوئی۔انھوں نے اقبال کی شاعری کو اردو سے ترکی میں ترجمہ کیا تا کہ ترک قارئین بھی اس استفادہ کر سکیں۔ان کے علمی وادبی سفر میں اقبال کی حیثیت ہر اعتبار سے حاوی نظر آتی ہے۔

۳۔سلک السلوک: خلیل طوقار نے اردو اور فارسی سے بہت سی کتب ترکی میں ترجمہ کر کے شائع کیں۔ یہ کتاب ۱۹۹۹ء ضیاءالدین نخشبی کی تصوف پر کتاب فارسی سے ترکی میں ترجمہ کی گئی اور استنبول سے شائع ہوئی۔

۴۔ پاک وہند کی کہانیاں: یہ دراصل اردو کے مختصر افسانوں کا ترجمہ ہے جو ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔انھوں نے منشی پریم چند سے لیکر دور جدید تک کے اردو افسانہ نگاروں کی منتخب کہانیوں کا ترجمہ ترکی زبان میں کیا۔ان کہانیوں کو ترکی زبان میں منتقل کرنے کے خیال اور دوران ترجمہ انھیں کن افسانہ نگاروں سے قربت محسوس ہوئی اس کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے بتاتے ہیں:

> ''یہ کتاب بھی میری ترکی میں اردو ادب کا تعارف کرانے کی خواہش سے تعلق رکھتی ہے۔ میں نے چاہا کہ اس صنف ادب میں بھی ترکی میں اردو کا تعارف کرایا جائے اور تقابلی مطالعہ کی راہ ہموار کرنے میں یہ مددگار ثابت ہو جائے۔ دوران ترجمہ تو سب سے زیادہ کرشن چندر اور سعادت حسن منٹو کو اپنے قریب پایا اور پھر منشایاد صاحب کی کہانیاں بھی مجھے پسند ہیں۔''(۵)

۵۔گلشن عباد: انھوں نے ۲۰۰۰ء میں درویش عثمان کی تصنیف ''گلشن عباد'' کو ترکی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کی۔

۶۔Stray Reflection: علامہ اقبال کی کتاب کا ترکی زبان میں ترجمہ ہے۔ جو استنبول سے ہی شائع ہوا۔انھوں نے اقبال سے اپنے لگاؤ کو جاری رکھا اور ۲۰۰۲ء میں اقبال کی کتاب ''جاوید نامہ'' کا ترجمہ ترکی میں کیا۔

۷۔ روح نامہ: ترکمانستان کے صدر سپر مراد ترکمان باشی کی کتاب ''روح نامہ'' کا ترجمہ اردو زبان میں کیا اور یہ ترجمہ ترکمانستان کے صدر مقام عشق آباد سے شائع ہو چکا ہے۔

۸۔ گونولدین دیلے: خلیل طوقار کی کتاب ''گونولدین دیلے'' اردو اور دوسری مختلف زبانوں سے نظموں کے منتخب ترکی تراجم پر مشتمل ہے۔ یہ ترجمہ ۲۰۰۷ء میں استنبول سے شائع ہوا۔

تصانیف (اردو)

۱۔ کشمیر فائل: خلیل طوقار نے کشمیر کے مسائل پر ایک کتاب ''کشمیر فائل'' کے نام سے مرتب کر کے ۲۰۰۳ء میں استنبول سے شائع کی۔ ان کی یہ کتاب جو انگریزی اور ترکی دونوں زبانوں میں لکھے گئے مقالات پر مشتمل ہے اس مجموعے میں ترک، پاکستانی اور ہندوستانی ادیبوں کے مضامین شامل ہیں جو کشمیر کے مسائل پر لکھے گئے ہیں اور ان کے ساتھ طوقار کا اپنا مقالہ بھی شامل ہے۔

۲۔ ایک قطرہ آنسو (شاعری): خلیل طوقار کی شاعری کا پہلا مجموعہ کلام ''ایک قطرہ آنسو'' ۲۰۰۳ء میں بزم تخلیق ادب کراچی پاکستان سے شائع ہوا۔ جواب کمیاب ہے۔ خلیل طوقار کی شاعری وفن کے حوالے سے ڈاکٹر ستیہ پال آنند لکھتے ہیں:

> ''خلیل صاحب کے پہلے مجموعے 'ایک قطرہ آنسو' میں مشمولہ نثری نظمیں ان کے دل سے نکلی ہوئی، شبنم سے دھلی ہوئی، ایسی شاعری ہے جسے لوئی میکنیس Honest to God and Self کہتا ہے۔۔۔ ان نظموں کی امیجری اور پیکر تراشی کی طرف ایک نظر دیکھ کر یہ ضرور تسلیم کریں گے کہ یہ امیجری اور استعارہ سازی پیش پا افتادہ غزلیہ استعاروں کی فہرست سے نہیں لی گئی۔ یہ ساکن بھی ہے اور فلم کی طرح frame by frame متحرک بھی، لیکن ہر حال میں تر و تازہ ہے۔
>
> آزاد کرتا ہوں اسے
> اپنے تھکے ہوئے
> بے بس ہاتھوں سے
> جائے، جہاں چاہئے
> جہاں تک جا سکے'' (۶)

۳۔ پیارا ملک ہے پاکستان (سفر نامہ): خلیل طوقار نے علمی و ادبی امور کی انجام دہی کے لیے پاکستان کا اکثر و بیشتر سفر کرتے ہیں اور کچھ ان کا سسرال بھی یہیں ہے۔ پاکستان کے اسفار ایک مکمل روداد سفر نامہ کی صورت میں تحریر کر کے ۲۰۰۵ء میں بزم تخلیق ادب کراچی پاکستان سے شائع کی۔

۴۔ اقبال اور ترک (ایک تحقیقی جائزہ): اقبال اور ترک (ایک تحقیقی جائزہ) خلیل طوقار کی علامہ اقبال سے محبت اور لگاؤ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ کتاب ۲۰۰۵ء میں بزم اقبال لاہور سے شائع ہوئی۔اس کتاب میں انھوں نے ترکی میں اقبال شناسی کی مکمل روایت کو پیش کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ ترک علامہ محمد اقبال سے کس قدر محبت کرتے ہیں۔

۵۔ جہان اسلام: خلیل طوقار نے ۲۰۰۷ء میں ''جہان اسلام'' کے عنوان سے ترکی عثمانیہ کے آخری عہد میں استنبول سے شائع ہونے والے ترکی، عربی اور اردو اخبار سے اہم کالموں کا انتخاب کر کے ''جہان اسلام'' کے نام سے پشاور سے شائع کیا جب کہ اس کتاب کی دوسری اور تیسری اشاعت بالترتیب ۲۰۱۰ء اور ۲۰۱۱ء لاہور سے ہوئی۔

۶۔ آخری فریاد (شاعری): خلیل طوقار کی شاعری کا دوسرا مجموعہ آخری فریاد ہے۔ یہ ان کے پہلے شعری مجموعے کی نسبت ضخیم ہے۔ اس میں انھوں نے حمد و نعت، غزل، قطعہ اور فارسی کلام شامل کیا ہے۔اس مجموعہ کلام کو انھوں نے ۲۰۰۷ء میں لاہور سے شائع کیا۔ڈاکٹر ضیاء الحسن ان کی غزل گوئی پر اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> ''خلیل طوقار کے اس مجموعے میں پابند شاعری بھی شامل ہے۔گمان غالب ہے کہ انھوں نے اردو کی غزلیہ روایت پر چلنے کی سعی کی ہے لیکن شعوری یا غیر شعوری طور پر اردو غزل میں ایک نئے تجربے کے مرتکب ہوئے ہیں۔اردو میں غیر مردف غزل، آزاد، نثری غزل وغیرہ کے تجرنے تو ہوئے ہیں لیکن غیر مقفیٰ غزل کا تجربہ ہنوز نہیں ہوا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صنف شعری کی ہیت میں قافیے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، لیکن خلیل طوقار نے یہ کام کر دکھایا ہے۔''(۷)

۷۔ترکی کہانیوں کا اردو ترجمہ: خلیل طوقار نے ترکی زبان میں شائع ہونے والی بچوں کی کہانیوں کو اردو زبان میں ترجمہ کر کے ۲۰۰۷ء میں شائع کرایا۔ان کہانیوں میں ''کیا آپ نے سرخ ہاتھی کو دیکھا ہے؟''، ''کہانیاں خریدنے والا آدمی''، ''ہر بچے کا ایک ستارہ ہے''، ''شیر پرندہ''، ''نازک خانم''، ''ستاروں کا پاوڈر''، ''سیب کی تتلی''، ''ہماری گلی کے بچے''، ''ننھا شرارتی سکول میں''، ''جب میں بڑا ہوں گا'' اور'سرخ کلغی'' شامل ہیں۔ وہ ایک کہن مشق مترجم ہیں۔ترجمہ کرتے وقت انھوں نے اردو کی جدید املا کو پیش نظر رکھا ہے۔مثلاً گاؤں کو ''گانو''، پاؤں کو''پانو''، ستائش کو''ستایش''، ڈاکیہ کو''ڈاکیا'' لکھا ہے۔جبکہ ''خوبصورت'' اور'' حالانکہ'' کو ''خوب صورت'' اور'' حال آں کہ'' لکھا ہے جس سے ان کی زبان پر دسترس کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

۸۔جدید ترکی شاعری (ابتدا سے آج تک): ترکی کی جدید شاعری کو اردو ادب میں متعارف کرانے کے مقصد

سے انھوں نے 'جدید ترکی شاعری' کے عنوان سے ترکی کے نامور شعرا کے حالات و واقعات اور شاعری کے نمونے ترکی زبان سے اردو میں ترجمہ کیے۔ ان میں ان شعرا کا کلام شامل ہے جو ترکی ادب میں جدید روایت کے معمار ہیں اور اردو کلاسیکی شعرا کی طرح اپنی شاعری میں عربی اور فارسی الفاظ کثرت سے استعمال کر رہے تھے۔ خلیل طوقار لکھتے ہیں:

''میری کچھ تمنائیں ایسی ہیں جنھیں عملی جامہ پہنانا نصیب ہوا۔ ''جدید ترکی شاعری (ابتدا سے آج تک)'' کے عنوان سے میری یہ تصنیف جو قارئین کرام کے ذوق مطالعہ کے لیے حاضر خدمت ہے، بھی ان تمناؤں میں سے ایک ہے۔ کافی عرصہ سے ترکی کا جدید ادب اردو کے قارئین کے لیے ایک حد تک نامعلوم اجنبی دنیا کی حیثیت رکھتا ہے، اس اجنبی دنیا کی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ کھولنا چاہتا تھا۔۔۔ اس کتاب میں ترکی کی جدید شاعری کی مختصر تاریخ، اس کی تحریکیں، دبستان اور بڑے بڑے نامور شعرا کے حالات زندگی منتخب اشعار کے ساتھ موجود ہیں۔ شعر کی ترتیب ان کی تاریخ پیدائش کے مطابق دی گئی ہے تاکہ ترکی شعری ذوق میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو قدم بہ قدم سمجھا جا سکے گا۔''(۸)

۹۔ خیر پور سے پشاور تک (سفرنامہ): یہ خلیل طوقار کا دوسرا سفرنامہ ہے جو ۲۰۱۲ء میں بزم تخلیق ادب کراچی سے شائع ہو کر منظر عام پر آیا۔ یہ سفر خیر پور یونیورسٹی میں بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے ہوا جس کی روداد انھوں نے اپنے پڑھنے والوں کے لیے کتابی صورت میں پیش کی۔

۱۰۔ ترک اور ترکی (برصغیر پاک و ہند میں اردو زبان کے حوالے سے): یہ کتاب استنبول یونیورسٹی کے شعبہ تحقیق و تدوین (BAP) کے تعاون سے ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔ برصغیر کے مسلمانوں کا ترکوں کی خاطر پیش کیے جانے والے سیاسی، مادی اور معنوی تعاون اور جذبہ ایثار کی روداد ہے۔ کتاب میں سرسید، علامہ اقبال، مولانا محمد حسین آزاد، مولانا محمد علی جوہر کی خدمات کا اعتراف اور تحریک خلافت اور تحریک ہجرت جیسے اہم موضوعات قلم بند کیے گئے ہیں۔

۱۱۔ ہندکو گرائمر: خلیل طوقار کو زبان و گرائمر سے گہری دلچسپی ہے۔ اپنی اسی دلچسپی کی وجہ سے انھوں نے ''ہندکو' زبان کی گرائمر مرتب کی جو ۲۰۱۴ء میں پشاور سے شائع ہوئی اور اس کتاب کا انگریزی ایڈیشن "A Practical Guide of Hindko Grammer" کے نام سے امریکہ سے ۲۰۱۴ء میں شائع ہوا۔

۱۲۔ پردیسی (شاعری): خلیل طوقار کا تیسرا شعری مجموعہ ہے جو ۲۰۱۵ء میں شائع ہو کر منظر پر آیا۔ اس کتاب کے پیش لفظ امجد اسلام امجد اور ڈاکٹر سعادت سعید جیسی اہم ادبی شخصیات نے تحریر کیے ہیں۔

۱۳۔ اردو کا مستقبل (ماضی اور حال کی روشنی میں چند سوالات): یہ کتاب ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی

اوراس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں انھوں نے برصغیر میں اور برصغیر پاک و ہند سے باہراردو زبان کو درپیش مسائل اور ان کے حل کی تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔اردو رسم الخط، ہندی اردو تنازعہ،اردو کی نئی بستیاں،ترکی میں اردو زبان،ترک طلبا کے مسائل،ترکی کی یونیورسٹیوں میں اردو زبان و ادب اوراستنبول میں اردو صحافت جیسے موضوعات زیرِقلم لائے گئے ہیں۔

۱۴۔محمد اقبال اور محمد عاکف (دوعہد ساز شاعر): محمد اقبال اور محمد عاکف ارسوئے جوترکی کے قومی شاعر ہیں دونوں عہد ساز شعرا کوخراج تحسین پیش کرنے کے لیے شعبہ اردو، پنجاب یونیورسٹی لاہوراور یونس ایمرے مرکز ثقافت کے تعاون سے دوروزہ بین الاقوامی کانفرنس۲۰۱۹ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں منعقد کیا گیا۔کانفرنس میں پیش کیے گئے مقالات کومرتب کر کے اسے کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔

۱۵۔ہے سوداجب سے لیلائے خلافت کا: یہ کتاب بھی استنبول یونیورسٹی کے شعبہ تحقیق وتدوین(BAP) کے تعاون سے مکمل ہوئی۔جنوبی ایشیا کی اردواور فارسی شاعری میں ترک،ترکی اور خلافت عثمانیہ کے ذکر سے متعلق تحقیق پیش کی گئی ہے۔اردواور فارسی شعرا کس طرح ترکوں پر ہونے والے ظلم اور خلافت عثمانیہ کے خاتمے کا ذکر اپنے شاعری میں کر رہے تھے جن میں علامہ اقبال،اکبرالہ آبادی،آغا حشر،الطاف حسین حالی،محمد علی جوہر،حسرت موہانی اور مولانا ظفرعلی خان جیسے نامور شعرا کا کلام بھی شامل کیا گیا ہے۔

۱۶۔دفتر اعانہ ہند: ترکی میں اردو تدریس کا آغاز ۱۹۱۵ء میں ہوا۔استنبول یونیورسٹی میں اردو کی تدریس کے سو برس مکمل ہونے پر اکتوبر ۲۰۱۵ء میں ایک عظیم الشان سمپوزیم منعقد کیا گیا۔یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔اس میں روس اور ترکوں کے مابین جنگ میں برصغیر پاک وہند کی طرف سے ترکوں کی جس طرح اعانت کی گئی اس کی ایک نادر دستاویز ہے۔یہ ادارہ تالیف وترجمہ، جامعہ پنجاب لاہور کے مالی تعاون سے ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی۔

۱۷۔یہ ہے میرا پاکستان !: خلیل طوقار کا بہ طور سیاح تحریر کردہ تیسرا سفرنامہ پاکستان ہے جو ۲۰۱۵ء میں لاہور سے چھپ کر قارئین تک پہنچا۔خلیل طوقار نے بہ طور سیاح لاہور، کراچی، پشاور، خیر پور اور شمالی علاقہ جات کی سیر کی داستان قلم بند کی ہے۔پاکستان سے متعلق کچھ خاص مشاہدات، خاص مقامات،اہم اور معروف شخصیات اور دو ماہ قیام کے دوران رونما ہونے والے اہم واقعات شامل ہیں۔

۱۸۔ارتباط (سہ ماہی ادبی مجلّہ): شعبہ اردو،استنبول یونیورسٹی سے جاری ہونے والا ادبی مجلّہ ہے جسے خلیل طوقار نے اپنے ادبی ذوق کی وجہ سے جاری کیا۔ارتباط کے کچھ شخصیت نمبر بھی جاری کیے جا چکے ہیں۔یہ مجلّہ اردو ادب کی ترویج میں اہم خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

ان سب ادبی کاوشوں کے علاوہ خلیل طوقار کے اردو، ترکی اور انگریزی مقالات مختلف قومی

وبین الاقوامی مجلّات، رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ان کی ادبی خدمات کے اعترافات میں اُنھیں مختلف اعزازات سے بھی نوازا جاچکا ہے جن میں سے اہم درج ذیل ہیں:

۱۔علامہ اقبال ایوارڈ۔یورپین اردو رائٹرز سوسائٹی لندن کی جانب سے ۲۰۰۰ء میں انھیں یہ ایوارڈ دیا گیا۔

۲۔فخر اردو ایوارڈ۔اردو مرکز انٹرنیشنل،لاس اینجلس۔امریکہ سے ۲۰۰۹ء میں دیا گیا۔

۳۔ستارہ امتیاز (پاکستان):حکومت پاکستان نے خلیل طوقار کی ادبی خدمات کے اعتراف میں ۲۰۱۷ء میں انھیں ستارہ امتیاز سے نوازا۔

ترکی حکومت کی طرف سے پاکستان میں ''یونس ایمرے مرکز ثقافت'' قائم ہوا تو حکومت کی طرف سے انھیں اس مرکز کا مہتمم/ڈائریکٹر بنا کر بھیجا گیا۔انھوں نے ایک سال بہ طور ڈائریکٹر اپنے فرائض سرانجام دیے اور اس دوران انھوں نے مرکز کو مکمل طور پر فعال بنا دیا۔انھوں نے مرکز کے زیرِ انتظام چون ادبی تقریبات منعقد کرائیں جس میں سب سے اہم ''محمد اقبال اور محمد عاکف'' کے عنوان سے دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد تھا جو جامعہ پنجاب کے تعاون سے منعقد ہوئی۔

خلیل طوقار اس وقت بہ طور صدر شعبہ اردو استنبول یونیورسٹی،ترکی میں اپنی خدمات سرانجام دے رہیں ہیں۔وہ اردو کے سچے عاشق ہیں۔ان کا اسلوب سادہ،نرم رویہ اور تحقیقی انداز فکر ادب میں اپنی مثال آپ ہے۔ان کی تحریر میں اجنبیت،کھردرے پن کی بجائے فطری پن اور بے ساختگی نظر آتی ہے۔ان کی تخلیقات اردو ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں اور اردو ادب کے حوالے سے ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) ظہوراحمداعوان،ڈاکٹر،زبان یارِ من ترکی،پشاور:تھرڈورلڈایجوکیشن فورم پاکستان،۲۰۰۸ء،ص۲۷

(۲) اے۔بی۔اشرف،ڈاکٹر،''ترکی میں اردو''،مشمولہ،''بیرونی ممالک میں اردو''،مرتبہ؛ڈاکٹرانعام الحق جاوید، اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۶ء،ص۶۸

(۳) hptt:/mail.google.com/mail/u/o/inbox/14ba356c77c4d9a2

(۴) ایضاً

(۵) خلیل طوقار،ڈاکٹر؛(۲۰۱۰ء)''چہارسو''راولپنڈی،فیض الاسلام پرنٹرز،ص۱۱

(۶) ستیہ پال آنند،ڈاکٹر:(۲۰۱۰ء)''چہار سو''راولپنڈی،فیض الاسلام پرنٹرز،ص۲۲

(۷) خلیل طوقار،ڈاکٹر؛(۲۰۰۷ء)''آخری فریاد''لاہور،ملٹی میڈیا آفیئرز،ص۱۶

(۸) خلیل طوقار،ڈاکٹر؛(۲۰۱۲ء)''جدید ترکی شاعری''لاہور،سانجھ پبلیشرز،ص۱۱